نمبر ۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ ششماہی للعہ سہ ماہی ۲ عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ | مورخہ ۲۸ رمئی سنہ ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۴ھ | نمبر ۱۱۴

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بخار سے تو آرام ہے مگر کمزوری کی علامتیں بہت پائی جاتی ہیں۔ احباب درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت اور توانائی عطا فرمائے۔

۲۳ مئی ۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ کی دخترت بیمار کرنا گا بعد از نماز عصر رخصتانہ ہوا۔ علاوہ اکابرین سلسلہ کے اس تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ حضور نے دعا کے بعد موصوفہ کو رخصت فرمایا۔ اور نیز ان جناب عنایت حسین خان صاحب (والد محمد احمد خان صاحب) نے احباب کو دعوت لیمہ دی۔

۲۴ مئی ۔ ایک بجے کے دن مسجد اقصےٰ قادیان میں بصدارت جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب بی ٹی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ایک جلسہ کیا گیا جس میں جناب مفتی محمد صادق صاحب جناب چوہدری فتح محمد صاحب اور جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے تقریریں کیں ۔ ۲۵ مئی ۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے مرزا ارشد بیگ صاحب کو نٹنٹ جنگلات ڈیرہ آباد کی برات کے ہمراہ بحیثیت بلغ دسوہہ (ہوشیارپور) تشریف لے گئے ۔ ۲۵ مئی ۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب ۔

نظم

وہ ہے مظہر انبیاء بن کے آیا

(از جناب حکیم محمد نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلہ لدھیانہ)

بشیر لورب العلےٰ بن کے آیا
جہاں کے لئے رہنما بن کے آیا

زمانہ کو جس کی ضرورت تھی از بس
وہ ہے وقت کا مقتضا بن کے آیا

زمیں پر ہوئی ظلمت کفر افزوں
فلک سے وہ نور خدا بن کے آیا

ہوئے باد مغرب سے پژمردہ پودے
وہ مشرق سے باد صبا بن کے آیا

ہوا کارواں گم تھا جنگل میں اپنا
وہ بروقت بانگ درا بن کے آیا

ہر اک قوم جس کے لئے منتظر تھی
وہ ہے مظہر انبیاء بن کے آیا

مس نفس کو جس نے سونا بنایا
وہ اک نسخہ کیمیا بن کے آیا

ترہیب سے جو لوگ تھے دل شکستہ
وہ اون کے لئے مومیا بن کے آیا

بصیرت میں جن کی کمی آگئی تھی
وہ اون کے لئے توتیا بن کے آیا

قدم سست تھے جن کے راہ خدا میں
وہ اون کے لئے ہے حدیٰ بن کے آیا

حقیقت کی کشتی پھنسی تھی بھنور میں
وہ اس ناؤ کا ناخدا بن کے آیا

طلب کرتے تھے جس کو اہل زمانہ
وہ صاحبدلوں کی دعا بن کے آیا

وہ تھے منتظر جس کے ابدال اُمت
مناجات اہل صفا بن کے آیا

ہوئی ناامیدی جو طول امل سے
وہ آمال کا منتہا بن کے آیا

زمانہ کے جملہ مفاسد کا مصلح،
علی الرغم اہل ہوا بن کے آیا

ہوئے دور امراض اس سے ہمارے
ہمارے لئے وہ شفا بن کے آیا

شقاوت ہوئی جن کی اس سے زیادہ
وہ ان کے لئے ہے وبا بن کے آیا

مقابل میں اعدائے دین نبیؐ کے
وہ سیف علیؓ مرتضیٰ بن کے آیا

ہر اک دشمن دیں کو نیچا دکھایا
وہ آیا تو مرد وغا بن کے آیا

لگا ہونے پھر نور حق پرتو افگن
جہاں میں وہ جب مہ لقا بن کے آیا

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پہ وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا

شب یلدا اعوج نے جب طول پکڑا
تو آخر وہ شمس الہدیٰ بن کے آیا

محمدؐ پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمدؐ مجتبیٰ بن کے آیا

حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پہ
کہ جب مصطفےٰ میرزا بن کے آیا

کھلی ماہیت قدرت ثانیہ کی
کہ محمودؓ جب مقتدا بن کے آیا

عنایت سے اپنی نہ محروم رکھنا
کہ بدر آپ کا ہے گدا بن کے آیا

اخبار احمدیہ

گوجرات میں کسر صلیب

پادری عبدالحق صاحب ۱۵ مئی کو گوجرات تشریف لائے ۔ اور تثلیث کفارہ و نجات اور الوہیت مسیح پر تین دن علی الترتیب تقریریں کیں ۔ ہر لیکچر کے بعد ایک گھنٹہ تک پانچ پانچ منٹ سوال و جواب کا وقت مقرر تھا ۔ پہلے دن ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے سوال کئے ۔ جن کو پادری صاحب نے تمسخر میں اڑا دیا ۔ پھر ایک وکیل صاحب اٹھے ۔ تو وہ بھی نہ چل سکے ۔ دوسرے روز مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری تشریف لائے ۔ اور آپ نے لیکچر کے اختتام پر پانچ منٹ میں سوال کئے ۔ جس سے حاضرین کے دل میں ایک نئی روح پڑ گئی اور خصوصاً مسلمان احباب نہایت محظوظ ہوئے ۔ پھر کیا تھا ۔ پادری صاحبان کی ہوائیاں اڑ گئیں ۔ لگے ادھر ادھر ہاتھ مارنے آخر اور تو کچھ بن نہ پڑا ۔ حضرت مسیح موعودؑ پر ناجائز حملے شروع کر دیئے ۔ حالانکہ جب مولانا اللہ دتا صاحب سوال کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو پادری صاحب نے بڑے زور سے کہا ۔ کہ میری اس تقریر پر ہی اعتراض کیا جائے ۔ اس سے باہر نہیں جانا ہوگا ۔ مگر افسوس ! کہ پادری صاحب خود ہی اس جرم کے مرتکب ہو گئے ۔ اور اس کے سوا ان کو کوئی چارہ بن نہ پڑا ۔ اس سے اگلے روز بھی یہی حال ہوا ۔ جب پادری صاحب نے لیکچر ختم کرنے کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب نے سوال کئے ۔ تو حاضرین اسقدر متاثر ہوئے کہ سب کے منہ سے بے اختیار جزاکم اللہ اور تحسین و آفرین کے نعرے نکل گئے ۔ پادری صاحب ان نعروں کو برداشت نہ کرتے ہوئے جھنجلا کر بولے کہ وہ انکو تو جزاک اللہ کہتے تھے ۔ اب مجھے کیوں نہیں کہتے ‘‘

افسوس ! کہ حسب معمول اعلان تو کیا ۔ کہ مضمون سے باہر نہ جانا ہوگا ۔ لیکن ’’ دروغگو را حافظہ نباشد ‘‘ لگے ادھر ادھر کی باتیں کرنے ۔ اور اپنی حواس باختگی کا ثبوت یہ دیا ۔ کہ ’’ الوہیت مسیح ‘‘ کے مضمون کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر بیہودہ اور لایعنی اعتراضات شروع کر دیئے آپ کا اس سے مقصد تو یہ تھا ۔ کہ غیر احمدی پبلک کو ہمارے خلاف اشتعال دلایا جائے ۔ مگر ظاہر یہ ہوا ۔ کہ تمام پبلک چلا اٹھی ۔ اور کہا ۔ کہ پادری صاحب سراسر مضمون سے باہر جا رہے ہیں ۔ اور مولوی صاحب کے سوالات کا جواب نہیں دے رہے اس لئے ہم مرزا صاحب کے خلاف کچھ بھی سننے کے لئے تیار نہیں ۔ یہ سنتے ہی پادری صاحب کی حواس باختگی اور بھی بڑھ گئی ۔ اور لگے بہکی بہکی باتیں کرنے ۔ ہم نے اسی وقت صداقت مسیح موعودؑ کے مضمون پر علیحدہ مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا ۔ پادری صاحب نے اس پیالہ کو بھی ٹال دیا ۔

ہم نے بار ہا پادری عبدالحق صاحب کو صداقت مسیح موعودؑ پر مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا ۔ مگر پادری صاحب نے دبی زبان میں پہلے منظور کر کے پھر فرار اختیار کیا ۔ اور یہ کہکر کہ ’’ میرے پاس وقت نہیں ہے ۔ لیکچر گاہ سے تشریف لے گئے ۔

سامعین نے ہم سے درخواست کی ۔ کہ جناب مولانا صاحب موصوف کا پبلک لیکچر عیسائی مذہب کے متعلق ہونا چاہیئے ۔ چنانچہ لیکچر کی تیاری ہو رہی ہے ۔ شہر میں مناظرہ کا ایک خاص اثر ہے ۔

خاکسار عبدالعزیز سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گوجرات

مبلغ کی ضرورت

علاقہ ارتداد ملکانہ کے لئے ایک ایسے نوجوان مبلغ کی بہ معاوضہ تنخواہ ضرورت ہے ۔ جو طریقہ تعلیم واقف اور انٹرنس پاس ہو ۔ جو دوست اس جہاد کے لئے جا سکتے ہوں ۔ انہیں مبلغ ۳۰ ماہوار علاوہ خوراک وغیرہ کے دیئے جائینگے ۔ اور اگر وہ خوراک کا خرچ بھی نقد لینا چاہیں تو وہ بھی نقد دیدیا جائے گا ۔ ماسوا ازیں کرایہ آمد و رفت بذمہ مشتہر ہوگا ۔ خط و کتابت بنام ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان ہو ۔

خاکسار قریشی محمد حنیف احمدی ۔ ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول ؟ انڈہن

مارشیس جانیوالوں کو مشورہ

بعض برادران سلسلہ مارشیس آنے کے لئے ہم سے مشورہ پوچھتے ہیں ۔ سو ہم محض للہ ان کی خیر خواہی کے لئے عرض کرتے ہیں ۔ کہ مارشیس آنے کا نام نہ لیں ۔ یہاں کی مالی حالت کمزور ہے ۔

خاکسار نظام الدین سکرٹری انجمن احمدیہ ماریشس

اعلان نکاح

مسمی جمعہ ولد ہیتم بنجارہ سکنہ کچیلا تحصیل و ضلع مین پوری کا نکاح مساۃ گڈو بنت خانز بنجارہ سکنہ چوڑہا تحصیل فیروز آباد ضلع آگرہ کے ساتھ مولوی جلال الدین صاحب احمدی مبلغ نے ڈیرہ بنجارگان (فیروز آباد) میں ۱۶ مئی ۱۹۲۶ء کو پڑھا ۔

درخواست دعا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صاحبزادی امۃ الحکیم جو حرم ثانی کے بطن سے ہیں ۔ بعارضہ اسہال و بخار بہت بیمار ہیں ۔ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کریں ۔

نیز میاں حفیظ احمدؐ کو بخار اور گلے کی تکلیف ہے ۔ ان کے لئے بھی دعا کریں ۔ (ڈاکٹر) حشمت اللہ

(۲) خاکسار کی روحانی و جسمانی صحت کے لئے نیز دینی و دنیاوی ترقی کے واسطے دعا فرمائیں ۔ مولا کریم اپنا فضل و رحم کرے ۔ خاکسار فضل احمد لیس نائک ۲ / ۱۲۳ پنجاب رجمنٹ ہانگ کانگ ۔

(۳) میں ایک عرصہ سے متواتر بیمار چلا آ رہا ہوں ۔ احباب میرے لئے دعائے صحت فرمائیں ۔

خلیل الرحمٰن احمدی سامانہ گورنمنٹ پٹیالہ

دعا برائے کامیابی امتحان

احباب کرام تمام ان احمدی طلباء کے لئے دعا فرمائیں جنہوں نے کوئی نہ کوئی امتحان دیا ہے یا دینا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرمائے ۔ نذیر احمدؐ چغتائی ۔ قادیان

ولادت

آج بتاریخ ۱۶ مئی عزیز غلام محمدؐ کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے فرزند ارجمند تولد ہوا ۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو خادم دین بنائے ۔ اور لمبی عمر پائے اور والدین کا فرمانبردار ہو ۔ خاکسار عبدالغفار احمدی ۔ بانڈی پور کشمیر ۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی دعاؤں سے ۱۹ اور ۲۰ مئی کی درمیانی شب کو بندہ کو پہلا فرزند عطا ہوا ہے ۔ احباب مولود مسعود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں ۔ خاکسار محمد سعید کلرک ڈاکخانہ سرگودہا ۔

دعائے مغفرت

اہلیہ فضل الرحمٰن صاحب فوت ہو گئی ہیں ۔ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جائے ۔ خاکسار خلیل الرحمٰن احمدی سامانہ ۔ پٹیالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ ۔ قادیان دارالامان ۔ ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء

عیسائی دنیا کو چیلنج

اور ”نور افشاں“ کا فرار

(از مولوی اللہ دتا صاحب (مولوی فاضل) جالندھری)

اخبار نور افشاں لاہور (یکم جنوری) میں ڈاکٹر زویمر صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ شائع ہوئے تھے :۔

”دوسرے نبیوں پر یسوع کو یہ فوقیت ہے کہ وہ آج زندہ ہے یعنی وہ اس زمانہ کا بخشندہ حیات ہے۔“

اس پر ہم نے بعنوان ”عیسائی دنیا کو چیلنج“ لکھا تھا کہ :۔

”ہم عیسائی دنیا سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح کی غیر معمولی زندگی کا کوئی ثبوت کوئی شاہد پیش کرے مسیح کا فیضان ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج اناجیل کی مقرر کردہ علامات رکھنے والا عیسائی روئے زمین سے معدوم ہے۔ کیا ڈاکٹر صاحب موصوف جن کو حضرت مسیح کے زندہ ہونے کا زعم ہے۔ میدان آزمائش میں اگر مسیحی کسوٹی پر مسیح کے فیضان کو ثابت کرینگے۔“

(الفضل ۲ر فروری ۱۹۲۶ء)

کیا سیدھا اور منصفانہ مطالبہ تھا کہ حیات کا اظہار اس کے اثرات سے ہوتا ہے۔ حضرت مسیح کی زندگی اور موجبِ افضلیت زندگی کا کیا اثر اور کیا ثبوت ہے؟ مگر عیسائی ذہنیت کچھ اور ہی طرز پر واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالا چیلنج اور مولوی غلام احمد صاحب غازی کے چیلنج دربارہ صداقت مسیح موعودؑ از روئے بائبل (الفضل ۱۶ر فروری) پر عیسائی کیمپ سے مختلف آوازیں اٹھیں۔

(۱)

نور افشاں ۲۶ر مارچ صفحہ ۵ پر ہر دو چیلنج درج کرتے گئے اور ایڈیٹر صاحب کے الفاظ جو عیسائیوں کو مخاطب کر کے لکھے گئے تھے۔ کہ

”وہ بلاشک مرزائیوں کے چیلنج منظور فرمالیں۔ امداد کے لئے جناب ابو حبیب اللہ کے مضامین مندرجہ اخبار اہلحدیث موجود کرنا نور افشاں کا کام ہو گا“ (صفحہ ۶)

اُمید دلاتے تھے۔ کہ کوئی جوانمرد عیسائی اس میدان میں اُتریگا اور عنقریب ”زندہ نبی“ کی صداقت کا ایک اور زبردست نشان ظاہر ہوگا۔ مگر ؎ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ کیونکہ یہ سب محض دکھلانے کے دانت تھے۔ کب ممکن تھا۔ کہ مردہ پرست قوم ایسے مقابلہ کے لئے طیار ہوتی۔ اور اپنے خدا کی زندگی کا ثبوت دیکر اس کی مزعومہ افضلیت کا اظہار کرتی۔ ع این خیال است و محال است و جنوں۔

(۲)

ایڈیٹر صاحب نور افشاں نے نامعلوم کس جوش میں آکر اپنے ”اصحاب“ کو چیلنج منظور کر لینے کا مشورہ دیدیا تھا۔ لیکن خیر انہوں نے اپنی قوم میں حیات مسیح کی تاثیر کو فوراً بھانپ لیا۔ اور جھٹ اگلے نمبر میں ایک ایڈیٹوریل لکھ مارا جس کا عنوان تھا ”الفضل کے چیلنج قابل توجہ نہیں ہیں“

کیوں؟ انگور کھٹے ہیں۔

عیسائی دوستو! سمجھے اس کے نیچے کونسی حقیقت کام کر رہی ہے۔ ایک ہفتہ میں ہی یہ تین انقلاب! پہلے تو منظوری کی ترغیب اور امداد کے ذرائع بتائے جاتے تھے۔ اور اہل حدیث کی پناہ لی جاتی تھی۔ اور اب یکایک وہ چیلنج قابل توجہ ہی نہیں رہے۔ کیوں؟ ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(۳)

نصاریٰ کو تثلیث سے فرط محبت کے باعث ہر بات کی تین ہی وجہیں نظر آتی ہیں۔ خواہ وہ تینوں ہی انقص ہوں چنانچہ اس ”نامنظوری“ کی وجوہ ثلاثہ بالفاظ نور افشاں یہ ہیں

”پہلی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ چیلنج خلیفہ ثانی جناب مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے نہیں ہیں۔ دوسری وجہ ان کی نامنظوری کی یہ ہے۔ کہ چیلنجز دینے والے اصحاب نے بھی مسیحیوں کو چیلنج خلیفہ صاحب کی منظوری سے نہیں دئے ہیں تیسری وجہ نامنظوری کی یہ ہے۔ کہ چیلنج میں نبوت مرزا اور حیات مسیح کو زیر بحث لانے کا اظہار کیا گیا ہے یہ دونوں باتیں غیر احمدی مسلمانوں اور احمدیوں میں زیر بحث ہیں۔ ان سے مسیحیوں کا تعلق ہی نہیں ...... وہ چیلنجز غیر احمدی مسلمانوں سے علاقہ رکھتے ہیں مسیحیوں سے ان کا بال برابر بھی رشتہ ثابت نہیں ہو سکتا۔“ (۲ر اپریل ۱۹۲۶ء)

خوب! ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔ وجہ اول اور وجہ ثانی تو خاص طور پر قابل داد ہیں۔ گویا اگر یہ چیلنج سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے ہوتے تو ہزاروں عیسائی اس پر لبیک کہتے۔ اور یہ ”قابل توجہ“ بن جاتے۔ گو ہم یہ نہیں سمجھ سکے۔ کہ جب بقول ایڈیٹر صاحب ان چیلنجز کا ”بال برابر رشتہ“ بھی مسیحیوں سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ تو اگر یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے ہوتے۔ تو کیونکر ان کو ”قابل توجہ“ سمجھا جاتا۔ بہر صورت ہمارا کام ”دروغگو را تا بخانہ باید رسانید“ ہے۔ اس لئے ہم ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے مدت سے شائع شدہ چیلنج کو بھی درج کرتے ہیں۔ تا آپ کو معلوم ہو سکے۔ کہ ایڈیٹر صاحب کا یہ محض مغالطہ اور بہانہ ہے کہ یہ چیلنج خلیفہ صاحب کی طرف سے نہیں۔ آپ کے الفاظ حسب ذیل ہیں :۔

”کیا آج ساری مسیحی دنیا میں کوئی ایک بھی شخص ہے۔ جو مسیح موعود کے آدھے نہیں سوویں حصہ کے برابر بھی نشان دکھا سکے بلکہ ایک بھی نشان دکھا سکے۔ حضرت مسیح تو فرماتے ہیں کہ اگر ایک رائی کے برابر بھی تم میں ایمان ہو۔ تو تم بڑے بڑے کام کر سکتے ہو۔ مگر کیا تمام عالم مسیحیت میں ایک بھی آدمی رائی کے دانہ برابر ایمان نہیں رکھتا۔“

(تحفہ شہزادہ ویلز صفحہ ۹۰)

”ہم آپ (شہزادہ ویلز) کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنے رسوخ سے کام لیکر پادریوں کو تیار کریں جو اپنے مذہب کی سچائی کے اظہار کے لئے بعض مشکل امور کے لئے دعا مانگیں۔ اور بعض ویسے ہی مشکل امور کے لئے جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرے مثلاً سخت مریضوں کی شفا کے لئے جن کو بذریعہ قرعہ اندازی کے آپس میں تقسیم کر لیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس کی سنتا ہے۔ اور کس کے مُنہ پر دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں۔ اور ہرگز نہ کرینگے۔ کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے ہیں۔ کہ خدا کی برکتیں ان سے چھین لی گئی ہیں۔“ (صفحہ ۹۱)

کیا ان سے بڑھ کر اور اُبھارنے والے الفاظ ہو سکتے ہیں پھر ”نور افشاں“ ہی بتا دے۔ کہ کس نے اس دعوت کو قبول کیا اور میدان مقابلہ میں آیا یا آیندہ آئے گا ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

(۴)

”نامنظوری“ کی تیسری وجہ کہ ”ان سے مسیحیوں کا تعلق ہی نہیں“ کا فیصلہ ہم ناظرین اور ڈاکٹر زویمر صاحب کی محولہ بالا عبارت پر چھوڑتے ہیں۔ عجیب معاملہ ہے۔ کہ ڈاکٹر موصوف تو فرما دیں کہ ”دوسرے نبیوں پر یسوع کو یہ فوقیت ہے۔ کہ وہ آج زندہ ہے۔ یعنی وہ اس زمانہ کا بخشندہ حیات ہے۔“ مگر ”نور افشاں“ لکھے کہ اس سے مسیحیوں کا تعلق ہی نہیں۔ اور نہ ہی یہ امر زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ اینچہ بو العجبی است۔ طرفہ یہ کہ

مسیح کی "موجب فوقیت زندگی" پر بحث کرنے کو ہماری "لاعلمی کا کھلا ثبوت" سمجھتا ہے۔ کیونکہ مسیحی تو مسیح کی موت و حیات کے معتقد ہیں" ۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

پادری صاحب! زیر بحث امر "مسیح کا اس زمانہ کا بخشندۂ حیات" ہونا ہے۔ یوں تو ہم بھی مسیح کی حیات و موت کے قائل ہیں۔ بلکہ مسیحی بھی تمام نبیوں بلکہ تمام سابقہ انسانوں کی موت و حیات کے قائل ہیں۔ سوال اور زیر بحث امر تو یہ ہے۔ کہ آج کونسا ریفارمر زندہ ہے۔ اور کس کا فیضان جاری ہے۔ اگر آپ کو یقین ہے۔ کہ مسیح آج زندہ ہے۔ تو آیئے۔ اس کی زندگی کا اور اجراء فیض کا کوئی ثبوت پیش کریں۔

(۵)

اسی پر بس نہیں۔ بلکہ اسی نمبر میں ایک صاحب فلاں نامی کا مضمون بعنوان "یہ چیلنج کیسے ہیں" شائع ہوا ہے۔ جس میں کھلے الفاظ میں لکھ دیا ہے:۔

"ہم بار بار لکھ چکے ہیں۔ اور اب پھر کہتے ہیں کہ احمدی حضرات سے ہماری بحث صرف مرزا صاحب کی مسیحیت پر ہوگی۔ باقی کوئی بھی مضمون نہیں ہوگا۔ جس پر ہم آپ سے بحث کرینگے"

لو صاحب فیصلہ ہوا۔ مسیح کا اس زمانہ میں بخشندۂ حیات ہونا ایسا مضمون نہیں۔ جس پر عیسائی کوئی ثبوت دے سکیں یا احمدیوں سے بحث کر سکیں۔ ہاں وہ حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم عیسائی دوستوں کے چیلنج کو بسر و چشم منظور کرتے ہیں۔ اور ہر میدان میں آپ کی ہی مسلمہ الہامی کتب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں کوئی ادھار نہیں۔ لیکن عیسائیوں کا یہ کھلا کھلا فرار حضرت مسیح کی موت پر محکم دلیل ہے۔ کیا ہمارے مسلمان بھائی اب بھی نہ سمجھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب نے کیسی کسر صلیب کی ہے۔ عیسائیوں کو احمدیوں سے اپنے مسائل پر بحث کرنے کی قطعاً جرأت نہیں جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس سے عیاں ہے۔

(۶)

اقبالی ڈگری

ہمارا دعویٰ تھا کہ:۔

"مسیح کا فیضان ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج اناجیل کی مقرر کردہ علامات رکھنے والا عیسائی روئے زمین سے معدوم ہے" (الفضل ۲ فروری ۱۹۲۶ء)

ایڈیٹر صاحب نورافشاں لکھتے ہیں:۔

"خواہ ہمیں کوئی ایسا شخص نظر نہ آئے۔ جو مسیحی کہلانے کا حق رکھتا ہو۔ پر ایک بات بالکل صاف ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ فی زمانہ اقوام انسانی میں وہ خدمات آج تک موجود ہیں۔ جو یسوع مسیح نے اپنی زندگی میں انجام دی تھیں" (نورافشاں ۱۹ فروری ۱۹۲۶ء صفحہ ۳)

گویا خود نورافشاں نے ہی ڈاکٹر زویمر صاحب کے دعویٰ کی تغلیط اور ہماری تائید کر دی ہے ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعاں کا

پس اس زمانہ کا بخشندۂ حیات مسیح ہرگز نہیں۔ بلکہ وہی النبی الامی ہے۔ جس کی اتباع سے ہزاروں مسیح پیدا ہو سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

سُلطان ابن سعود کا اعلان

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ سلطان ابن سعود اب اہم اصلاحی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان مختلف تجاویز و تدابیر کے ضمن میں جو وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں حال ہی میں انہوں نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں چند ایسے قوانین بیان کئے ہیں۔ جو اگر صحیح طور پر نفاذ پا جائیں تو عامۃ الناس کی اصلاح کا سوال ایک حد تک پورا ہو جاتا ہے۔ ہم ان قوانین کو "ام القریٰ" سے قارئین کرام کی واقفیت کے لئے درج ذیل کرتے ہیں:۔

"اس حق کی بناء پر جو ولایت عامہ کی بناء پر ہم کو حاصل ہے محارم اللہ کی حفاظت اور بلد اللہ الحرام کو پاکیزہ کرنے کے خیال سے ہم حسب ذیل احکامات نافذ کرتے ہیں:۔

(۱) ہر اس شخص کو جو نماز با جماعت قصداً ترک کریگا۔ چوبیس گھنٹہ سے لیکر دس روز تک قید رکھا جائیگا۔ اور نقد جرمانہ کیا جائے گا۔

(۲) ہر اس شخص کو جو شراب پیئے گا۔ شرعی حد (اسی کوڑے) لگائے جائینگے۔ اور ایک ماہ سے لیکر چھ ماہ تک قید کیا جائیگا اور اگر یہ ثابت ہو گیا۔ کہ وہ دائم الخمر ہے تو بلد اللہ الحرام سے دو سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائیگا۔

(۳) اس خیال سے کہ تمباکو نوشی خبائث میں سے ہے۔ اور اس خیال سے کہ بدن اور مال کے لئے مضر ہے۔ اور قوائے عقل کو خراب کرتی ہے۔ اور بعض علماء نے حرمت تمباکو نوشی کا فتویٰ دیا ہے۔ اس لئے اس خبیث درخت سے ان بلاد مقدسہ کی تطہیر واجب ہے۔ لہٰذا جو شخص علانیہ تمباکو نوشی کریگا اسکو ایک دن رات سے لیکر تین روز تک کے لئے قید کیا جائے گا اور مالی جرمانہ کیا جائیگا۔

(۴) ہر ایسا اجتماع جس سے رائے عامہ کو پریشان کرنا یا سیاست حکومت کے خلاف سازش کرنا ثابت ہوگا۔ اس کے کارکنوں کو دو سال سے لیکر پانچ سال تک کے لئے قید کیا جائے گا یا وہ سلطنت حجازیہ کے حدود سے جلا وطن کر دئے جائینگے۔

(۵) جو لوگ دفعہ چار کے مجرمین کو چھپائینگے۔ وہ بھی ان کے شریک سمجھے جائیں گے۔ اور ان کو بھی وہی سزا دی جائیگی۔ جو ان لوگوں کو دی جائیگی۔

(۶) ہر ایسے اجتماع کے داعیین کو جس سے غرض شریعت مطہرہ کی ہتک ہوگی۔ تین ماہ سے لیکر چھ ماہ تک کے لئے قید اور مالی جرمانہ کیا جائے گا۔

(۷) اگر کوئی شخص کسی امر نافع کے لئے کوئی اجتماع کرنا چاہے تو اس کو غرض اجتماع بتا کر حکومت سے اجازت لینی چاہیئے۔

(۸) تمام مامورین حکومت کے ذمہ واجب ہے۔ کہ ان دفعات کی تعمیل پر کافی توجہ کریں۔ اور جو کوئی سستی کریگا۔ اس کو بہت سخت سزا دی جائے گی۔

(۹) ہمارا نائب ان احکام کے اجراء کا مکلف ہے۔

(۱۰) تاریخ اعلان سے یہ احکامات واجب العمل ہیں۔

ترکوں کی عربی سے نفرت

حال ہی میں ترکوں نے عربی رسم الخط کی مخالفت کی۔ اور ترکی جو کہ عربی حروف میں لکھی جاتی تھی۔ اسے لاطینی میں لکھنے کا تہیہ کیا۔ اور اب یہ کوشش ہے۔ کہ نماز بجائے عربی کے ترکی میں پڑھی جائے چنانچہ اس کے مطابق ترکی کی ایک جامع مسجد کے امام اور خطیب حاجی جمال الدین نے رمضان المبارک کے پہلے اور دوسرے ہفتہ میں جمعہ کی نمازیں ترکی زبان میں ہی پڑھائیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ نماز ایک دعا ہے جو مطالب شتیٰ کے لئے خدائے بزرگ و برتر کے حضور کی جاتی ہے۔ اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ان مطالب کو جو نماز میں بیان کئے جاتے ہیں۔ عربی کے سوا کوئی اور زبان ادا نہیں کر سکتی۔ پھر سمجھ نہیں آتی۔ کہ ترکوں نے کیوں اسے نماز میں ترک کرنے کا ارادہ کیا۔ عربی ام الالسنہ ہے۔ اور خدا نے اسے شریعت حقہ کا حامل بنایا ہے گویا آسمانی عدالت کی زبان بھی یہی ہے۔ کیا ترک پسند کرتے ہیں۔ کہ ان کی اپنی زبان کے سوا کوئی اور زبان ان کے ہاں عدالتی زبان کی حیثیت سے داخل ہو۔ کیا وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی زبان کے سوا کوئی اور زبان بھی ان کے مطالب کو اچھی طرح ادا کر سکتی ہے۔ یقیناً نہیں تو پھر ہم سمجھ نہیں سکتے کہ وہ کیونکر اس بات کی جرأت کر سکتے ہیں کہ اس آسمانی عدالت کی زبان کو آسمانی عدالت میں حاضر ہوتے وقت ترک کر دیا جائے؟ نماز کا عربی زبان میں پڑھا جانا امر مسنون ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ایمان قلب اخلاق سے ظاہر کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ

(فرمودہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۲۶ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے بہت دفعہ اپنی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلائی ہے۔ اور اب پھر اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہمارے اہم اور ضروری فرائض میں سے ایک فرض یہ بھی ہے۔ کہ ہم دوسرے لوگوں کے سامنے ایک عمدہ نمونہ بنیں۔ ہمارے اخلاق دوسروں کی نسبت اچھے ہوں۔ تاکہ لوگ ہمارے نمونہ اور ہمارے معاملات اور ہمارے اخلاق دیکھکر ہماری طرف توجہ کر سکیں۔ اور ان کے لئے کوئی امر موجب ابتلاء نہ ہو۔ اور وہ کوئی ٹھوکر نہ کھائیں۔

اخلاق ہمیشہ زیر نظر رہتے ہیں

اخلاق ایک ایسی چیز ہے جو ہر ایک کو نظر آتے ہیں۔ لیکن ایمان کو کوئی نہیں دیکھتا۔ کتنا ہی کسی کو یقین ہو کتنا ہی کسی کو وثوق ہو۔ اگر اپنے ظاہر پر اس کا اثر نہ ہو۔ تو کسی اور پر بھی اثر نہیں ہوتا۔ ایمان کا معاملہ بالکل پوشیدہ ہوتا ہے۔ اور کسی پر ظاہر نہیں ہوتا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مخفی اور پوشیدہ رہنے والی بات کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ مقدم اس چیز کو رکھنے کی ضرورت ہے جو ہر وقت نظر کے سامنے رہتی ہے۔ ایمان گو خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی حقیقت رکھتا ہے۔ اور اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ مگر بندوں کے نزدیک اس کی اتنی حقیقت نہیں۔ بندوں کے نزدیک تو اس چیز کی زیادہ حقیقت ہے۔ جو ایمانی رنگ میں ہر وقت زیر نگاہ رہتی ہے۔ قلبی ایمان کی حقیقت بندوں کے سامنے نہیں ہوتی وہ دل کے واقف نہیں ہوتے۔ اس لئے کسی کے دل کی بات کا وہ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ان کے سامنے ظاہراً طور پر کچھ ہونا چاہیئے تو وہ کچھ سمجھ سکتے ہیں۔

قلبی کیفیات کو صرف خدا ہی جانتا ہے

یہ ایک نکتہ تھا۔ لیکن افسوس کہ یہی نکتہ لوگوں کے سامنے مخفی ہو گیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ لوگ اس بات کو سمجھتے۔ مگر برخلاف اس کے اس زمانہ میں ہمارے لوگ بالکل ہی یہ نہ سمجھ سکے کہ قلب کی ساری کیفیتیں صرف خدا ہی جانتا ہے۔ قلبی حالت ہمیشہ انسان کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔ اور انسان مطلقاً اس بات کو نہیں جان سکتا کہ کسی کے دل میں کس حد تک ایمان ہے۔ انسان جب بھی ایسا اندازہ لگائے گا۔ وہ کسی کے اعمال سے ہی لگائیگا۔ جو نظروں کے سامنے ہوتے ہیں۔ وہ اس کے عمدہ اخلاق کو دیکھکر کہے گا کہ یہ ایماندار آدمی ہے۔ وہ اس کے معاملات کی صفائی دیکھکر کہے گا۔ کہ اس کا قلبی ایمان اچھا ہے۔ لیکن اگر اس کے اخلاق عمدہ نہیں اور اس کے معاملات میں صفائی نہیں تو کوئی شخص نہیں۔ جو باوجود اس کے ایمان کے جو کہ ایک قلبی کیفیت ہے۔ اس کے متعلق عمدہ رائے ظاہر کر سکے۔ پس اخلاق اور معاملات کی صفائی ہی ایک شخص کے قلب کا پتہ بتاتے ہیں۔ کہ وہ کیسا ہے۔ اس لئے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ اخلاق کو سنوارا جائے اور معاملات میں صفائی پیدا کی جائے۔

قسم اٹھا لینے سے ایمان ظاہر نہیں ہو جاتا

اس بات کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی شخص جو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہ میرے اندر ایمان ہے اور اس کے اخلاق اور معاملات اچھے ہیں۔ لیکن وہ اپنے ایمان کو واقعات کے ساتھ ثابت کرنا چاہے اور لاکھ کہے۔ کہ مجھ میں ایمان ہے۔ اور اس پر وہ ایک نہیں دو نہیں بیسیوں قسمیں بھی کھا جائے۔ تو کیا کوئی شخص محض اس کی قسموں کی بناء پر اس کے کہنے کے مطابق مان لیگا وہ ہرگز نہیں مانے گا کیونکہ وہ اس کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ کہ جن سے ایمان کی شناخت ہو سکتی ہے اور جن سے ایک آدمی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ اس کے اندر ایمان ہے۔ اور کس حد تک ہے۔

مجرد قسم بھی یقین نہیں کروا سکتی

جب لوگ ایک شخص پر اعتبار نہیں کرتے۔ تو وہ قسموں پر قسمیں کھانا شروع کر دیتا ہے کہ خدا کی قسم میں ایسا دیانتدار ہوں۔ میں ایسا ایماندار ہوں۔ مگر اس کی ایسی قسموں پر بھی لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ اس کی روزانہ زندگی میں یہ بات دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ اس کے اخلاق اچھے نہیں۔ اور اس کے معاملات میں صفائی نہیں۔ بیشک خدا کی قسم بہت بڑی چیز ہے۔ بیشک بعض جھوٹی قسموں پر عذاب بھی آتے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ صرف قسموں سے کسی کے ایمان پر یقین بھی پیدا نہیں ہو جاتا مگر ہمارے ملک میں اس کا احساس ہی نہیں رہا کہ بجائے قسمیں کھا کر یقین کرانے کے اپنے اخلاق سے اور اطوار سے اپنے معاملات میں صفائی اور عمدگی پیدا کرنے سے ہمیں اپنے ایمان کا یقین کرانا چاہیئے۔

قسم کھانے والے کے دو جرم

لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں پر قسمیں کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے ان کی غرض یقین دلانا ہوتا ہے۔ لیکن ایسی قسمیں کھا کر وہ دو جرم کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا صرف یہی جرم نہیں۔ کہ انہوں نے دیانت شرافت اور اخلاص سے کام نہیں لیا۔ بلکہ انہوں نے دین کو بھی نہیں سمجھا۔ کیونکہ اگر وہ دین سمجھتے تو خلاف واقع امر پر قسم نہ کھاتے بلکہ بجائے اس کے اپنے اخلاق اور معاملات کی عمدگی سے لوگوں کا اعتبار حاصل کرتے۔ اب اگر ان قسموں کی طرف دیکھا جائے۔ تو کوئی شخص بھی کسی امر میں فیصلہ نہیں کر سکتا۔ عدالتیں بھی فیصلہ نہیں کر سکتیں۔ قسموں کا تو اب یہ حال ہے۔ کہ ایک مجسٹریٹ بھی اگر کسی کو وقت اور موقعہ پر پکڑے۔ تو وہ بھی قسمیں کھانی شروع کر دیتا ہے۔ کہ جی میں تو ایسا نہیں ہوں۔ یہ میرے ساتھ عداوت کی گئی ہے۔ لوگوں کو میرے ساتھ دشمنی ہے۔ تو اگر اس قسم کی قسموں پر بھی اعتبار کیا جائے تو کوئی مجرم پکڑا ہی نہ جائے۔

خدا ہی غیب دان ہے

یہ الگ بات ہے کہ اس کے دل میں یہ بات تھی یا نہ لیکن انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اس سے آگاہ ہو سکے کیونکہ غیب کا علم اسے نہیں اور اگر وہ یہ کہکر اس شخص کو چھوڑ دے کہ جس کو غیب کا علم ہے وہ آپ ہی جان لے گا تو اس قسم کا فیصلہ دلالت کرتا ہے کہ اس بات کا احساس ہی نہیں رہا کہ کونسی دلیلیں انسان کے آگے کارگر ہو سکتی ہیں اور کونسی خدا کے سامنے۔

ہر قسم دلیل نہیں ہوا کرتی

بہرحال قسم کے ساتھ اگر کوئی شخص کچھ بیان کرے تو وہ جب تک اس کے ساتھ اپنے اخلاق۔ معاملات اور دیگر حالات اور واقعات کو پیش نہ کر سکے یا لوگ ان سے واقف نہ ہوں تو وہ قسم کچھ معنی نہیں رکھتی اور پھر ہر قسم دلیل بھی نہیں ہوا کرتی صرف وہ قسم دلیل ہوتی ہے جو ایسے حالات میں لی جاتی ہے جب دلائل مفقود ہو جاتے ہیں۔ پس قسم اس وقت دلیل بنتی ہے جب کہ ایک تو دلائل نہ ہوں اور دوسری طرف سے قرائن الزام کے موجود ہوں پھر یا قسم مباہلہ کے وقت دلیل بنتی ہے پھر خدا کی طرف سے آنے والے نبی بھی جو قسم کھاتے ہیں وہ بھی دلیل ہو جاتی ہے کیونکہ ان سے ان کی غرض اعلان ہوتی ہے۔ ان حالات میں جو قسمیں کھائی جائیں صرف وہی دلیل ہوتی ہے اور اگر تمام قسمیں ہی دلیل ہونے والی ہوں تو

لوگ تو ہر روز سینکڑوں قسمیں کھاتے ہیں اور قسمیں کھانے کی ان کو کچھ ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ بات تو ایک ہوتی ہے مگر وہ اس کے ساتھ بیسیوں قسمیں کھا جاتے ہیں ایسی قسمیں سراسر فضول اور لغو ہوتی ہیں اور جو شے لغو ہوتی ہے۔ وہ کس طرح دلیل بن سکتی ہے +

عربوں میں قسم کا دستور

عرب میں تو بغیر قسم کے بات ہی نہیں کرتے۔ اگر قسموں پر ہی عذاب آتے ہوں تو میرا خیال ہے کہ عرب میں کوئی انسان باقی نہ رہے مگر چونکہ ایسی قسمیں لغو ہوتی ہیں۔ اس لئے ان پر کوئی گرفت نہیں ہوتی۔ میں نے عرب میں دیکھا ہے کہ وہ بات بات پر قسمیں کھاتے ہیں ان کے مونہوں پر واللہ۔ باللہ ثم باللہ کچھ ایسے طور پر رواں ہیں۔ کہ وہ بات کرتے ہی نہیں جب تک کہ وہ چار یا پانچ بار پہلے اور پانچ دس بار بعد میں قسمیں نہیں کھا لیتے اور یہ ایسی لغو قسمیں ہیں کہ ان کی بدولت وہ پکڑے نہیں جاتے۔ ورنہ اگر یہی بات ہوتی کہ ہر قسم حجت ہوتی تو آج عرب کا کوئی انسان نظر نہ آتا۔ انسان کیا وہاں کوئی پرند اور حیوان بھی دکھائی نہ دیتا۔ عرب کی اس عادت کو دیکھکر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہاں کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا جو دو تین لاکھ قسمیں مرنے سے پہلے نہ کھا چکا ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب خالی جاتی ہیں اور جب قسموں سے کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ فرض کرو کسی چیز کا بھاؤ چکایا جا رہا ہے تو جھٹ ایک شخص بول اٹھتا ہے کہ اگر اس کی یہی قیمت ہے تو پڑھو درود۔ وہ لوگ درود پر زیادہ اعتبار کرتے ہیں۔ اور درود پڑھنے پر سب فیصلہ ہو جاتا ہے

کشمیری قوم بھی بہت قسمیں کھاتی ہے

یہی حال کشمیر میں ہے پچھلی دفعہ جب میں کشمیر میں گیا تو وہاں کشتی کے مکان میں ہم رہے۔ اس مکان میں ایک شخص بطخیں لایا۔ بچوں نے کہا بطخوں کے کباب کھانے ہیں یہ لے دو۔ میں نے اپنے آدمی سے کہا کہ اس سے خرید لو۔ جب ہم نے خریدنی چاہیں تو اس نے کہا میں آپ کیساتھ رعایت کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے قسم کھا کر کہا۔ کہ میں انہیں پانچ روپے پر لایا ہوں میں نے ان کو زیادہ قیمت پر بیچنا تھا مگر آپ اس کے چھ روپے دیدیں۔ ہم نے کہا کہ یہ تو پانچ روپلے کی بھی نہیں پھر اس نے چار کہے اور قسم کھائی کہ میں چار پر لایا تھا پھر بھی میرے آدمی نے کہا کہ نہیں ابھی یہ بہت زیادہ ہے پھر تین پر بات آئی۔ اس پر بھی اس نے قسم کھائی کہ میں انہیں تین روپے پر لایا ہوں۔ غرضیکہ وہ ہر دم قسم پر قسم کھاتے چلا جاتا اور جو قیمت بتاتا اس کے متعلق قسم کھا کر یہی کہتا کہ میں اسی پر لایا ہوں۔ پھر وہ اڑھائی روپے پر ہمیں وہ بطخیں دے گیا اور جب وہ جانے لگا۔ تو میں نے اسے کہا کہ دیکھو کتنی قیمتیں تم نے بتائیں اور ان سب پر تم نے قسمیں کھائیں اب اڑھائی روپیہ پر تم دے چلے ہو۔ مجھے اب بھی شک ہے کہ یہ اتنے کی نہیں مگر تم ہو کہ قسمیں کھاتے ہی چلے گئے۔ کہنے لگا اسی طرح گذارہ چلتا ہے +

انسان اخلاق سے اندازہ لگاتا ہے

پس قسموں کا یہ حال ہے۔ کہ ان میں سے اکثر حصہ ایسا ہوتا ہے کہ اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا اور پھر اکثر ایسا کہ جو ہرگز دلیل نہیں بن سکتا تو جب یہ حال ہے تو انسان کیونکر اس کی بناء پر اندازہ لگا سکتا ہے۔ یہ تو اس کی ایمانی کیفیت کا حال ہے۔ جو اس کے اندر ہے اب ان قسموں پر اگر کوئی دیکھے تو وہ کس طرح ایک شخص کے ایمان کا اندازہ کر سکتا ہے۔ ایمان کے اندازہ کے لئے بھی اور دوسرے امور کا فیصلہ کرنے کے لئے بھی اخلاق اور معاملات ہیں ان کی بناء پر ایک شخص کسی کے متعلق اچھی یا بری رائے قائم کر سکتا ہے اور کوئی فیصلہ کر سکتا ہے۔ پس انسان کے سامنے تو اخلاق وغیرہ پر ہی فیصلہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کو کہے تو مومن نہیں تو وہ اس بات کو ثابت نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ ثبوت میں اپنے اخلاق اور معاملات کی صفائی اور گذشتہ واقعات کی عمدگی کو پیش نہ کر سکے۔ ایسا ہی اگر کسی کے سپرد کوئی کام ہوا ہے اور وہ کام نہ کرے اور بیٹھ جائے اور اگر اس نے پہلے بھی موقعہ ملنے پر ایسا کیا۔ تو وہ ایک نہیں سو قسمیں کھائے کہ یہ ہو گیا تھا۔ یہ درپیش آ گیا تھا۔ یہ رکاوٹ پڑ گئی تھی تو کوئی شخص اس کے متعلق یہ نہیں کہیگا کہ اس کی قسمیں درست ہیں اور وہ فی الواقع ایسی مجبوریوں کے باعث ہی اس کام کے کرنے سے رکا رہا۔ ایسا شخص اگر اگلے سال تک بھی برابر قسمیں کھاتا چلا جائے تو بھی کسی کو یقین نہ آئے گا لیکن اگر اس میں یہ بات نہیں بلکہ برخلاف اس کے اس میں کام کرنے کی عادت ہے اور پھر ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو پھر قسم تو درکنار اس کے زبان کے کہہ دینے سے ہی لوگ اس بات پر یقین کر لیں گے۔ تو اخلاق ایک ایسا شعبہ اعمال کا ہے۔ کہ لوگوں کے ایمانوں کے متعلق اور لوگوں کے خدا کے ساتھ جو تعلق ہیں ان کے متعلق اگر کوئی قسم کھا کر کچھ کہے تو اس پر کوئی شبہ نہیں کر سکتا اور چونکہ یہ مخفی ہوتے ہیں اور یہ مخفی شے اخلاق اور معاملات وغیرہ سے ظاہر ہوتی ہیں +

گالی دینے والے ایک شخص کا قصہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک شخص کے متعلق سنا کہ وہ بات بات کے ساتھ گالی دیتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ گالی نہ دیا کریں اس کے جواب میں اس نے ایک نہایت گندی گالی نکال کر کہا۔ کہ کون کہتا ہے کہ میں گالی دیتا ہوں اب اس کی عادت ہو چکی تھی وہ انکار کر رہا ہے مگر انکار کے ساتھ بھی گالی دے دی اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضو فرماتے ہیں میں نے اسے کہا جس نے مجھے کہا ہے اس نے غلط کہا ہے کہ آپ گالی دیتے ہیں۔ اب یہ اس کی عادت ثانی ہو چکی تھی۔ اب بغیر گالی دیئے بات کرنے کی اس سے توقع ہی نہیں۔ قوت ضبط اس میں نہ رہی تھی وہ اس بات کو محسوس ہی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ میں گالی نکال رہا ہوں۔ یہاں تک کہ ارادہ بھی اس کا مر چکا تھا۔ یہ تو صوفیاء کا رنگ تھا جو حضرت خلیفہ اول رضو نے لیا مگر اس کے سوا دوسرے لوگ ہیں ان کا رنگ کچھ اور ہی ہے غور کرنا چاہیئے اب اگر کوئی دوسرا آدمی اسکو دیکھے تو کیا کہے یہی کہ گالی بھی دیتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے اور یہ گالی دینے کے سوا جھوٹا بھی ہے +

اخلاق چھپ نہیں سکتے

غرض اخلاق کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ کوئی شخص اخلاق کو چھپا نہیں سکتا۔ یہی معاملات کا حال ہے۔ اگر اخلاق اچھے ہوں۔ اگر معاملات عمدہ ہوں تو غلطی بھی ہو تو سمجھ لیتے ہیں کہ اتفاقی طور پر ہو گئی اور اگر یہ درست نہیں اور وہ عذر پہ عذر کرے تو ہرگز یہ معنے نہیں ہونگے۔ کہ یہ اتفاقی طور پر ہوا ہے +

داد و ستد میں کھرا ہونا چاہیئے

پس جو جانتا ہے کہ میں روپیہ لیکر دے نہیں سکتا اور پھر تاریخ بھی مقرر کر دیتا ہے کہ فلاں تاریخ ادا کر دوں گا اور بعد میں وہ اگر یہ کہے کہ مجھے خدا پر امید تھی کہ میں دیدونگا تو ایسا آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ وہ ایک کروڑ روپیہ کسی سے اس امید پر کیوں نہیں لے لیتا اور صرف دس روپیہ کی امید کیوں رکھتا ہے آخر اس کو کہنا پڑے گا کہ اس کی علامات نہیں تھیں کہ میں ایک کروڑ روپیہ خدا تعالے سے لے سکتا ہوں +

اللہ تعالے پر دو طرح امید ہوتی ہے

پس ہر وہ شخص جو قرض لیتا ہے اور دینے کا دن مقرر کرتا ہے اور دیتا نہیں اور کہتا ہے کہ خدا پر مجھے امید تھی وہ ایک گناہ کا ارتکاب کرتا ہے یہ فریب ہے جو اس رنگ میں وہ کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالے پر امید دو طرح ہوتی ہے یا تو علامتیں ظاہر ہو جائیں اور یا خدا کی طرف سے وعدہ ہو جائے۔ اگر وعدہ ہے تو جو چاہے کرے کیونکہ خدا تعالے وعدہ کر کے پھر اس کے خلاف نہیں کرتا۔

اور پھر بعض وقت وہ وعدہ اس منشار کا ہوتا ہے کہ پہلے ایک شخص قرضہ لے اور پھر خدا اسے دے۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی خدا کے وعدے تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی خدا کے وعدے ہوئے۔ پس ایسے وعدوں کے مطابق بسا اوقات یہ لوگ قرض لیتے ہیں۔ بعض دفعہ قرض سے ان کے اخلاص کا امتحان لینا مدنظر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ان کی بشریت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ معاملات کی درستی بھی مدنظر ہوتی ہے۔ کہ لوگ دیکھیں کہ ایسے شخص قرض لیکر کس طرح ادا کرتے ہیں۔ اور بھی کئی حکمتیں اس میں ہوتی ہیں۔ مگر جس کے ساتھ ایسا وعدہ نہیں۔ اس کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ قرض لے۔ اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو بددیانت ہے۔ لیکن جس کو امید ہو۔ مثلاً اگر کوئی پچاس روپے کا ملازم ہو۔ اور وہ کسی سے تنخواہ کے وعدہ پر کچھ روپے قرض لے لے۔ اور اس کے دس پندرہ دن بعد اگر اس کا مالک اس کو نکالدے۔ تو ایسا شخص اگر وقت پر ادا نہ کر سکے۔ تو وہ بددیانت نہیں اور نہ ہی اسپر جھوٹ کا گمان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسے صحیح طور پر ایک اُمید تھی۔ مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ یا اگر ایک شخص کا کسی اور شخص نے دینا تھا۔ اور وہ شخص اس بناء پر کسی اور سے کچھ لے لیتا ہے۔ مگر جو وعدہ کرتا ہے اسپر وہ ادا نہیں کر سکا۔ کیونکہ جس سے اس نے لینا تھا اس نے اپنے وعدہ پر نہ دیا۔ تو یہ شخص بھی بددیانت نہیں کہلا سکتا۔ یا باوجود روپے کے ملنے کے صریح قرائن ہونے کے اس کو کوئی اور مشکل آگئی۔ جس کے سبب وہ اپنا قرض ادا نہ کر سکا۔ تو یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ نادہندہ ہے اس کو تو خود مصیبت آگئی۔ لیکن ایک اور شخص بھی ہے۔ جس نے کسی دوسرے سے فی الواقع کچھ لینا ہے۔ مگر اس کا مقروض سخت نادہند ہے۔ اب وہ شخص کسی اور کے پاس اگر اس نادہند کے قرضہ کو مدنظر رکھ کر کچھ لیتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ وہ لیکر دینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ نہ میرا قرض ملے گا اور نہ میں دونگا۔

غرض اس قسم کی بہت سی صورتیں ہیں۔ جن میں قرضہ لینا درست نہیں مگر پھر بھی ایک شخص لیتا ہے اور ایسی صورتوں میں اس کا قرضہ لینا بددیانتی ہے۔

دیانتدار کون ہے

اب ایک اور شخص ہے۔ جس کے پاس کچھ نہیں۔ وہ ایک دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے اور صاف صاف کہدیتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں مجھے کوئی امید بھی نہیں۔ باقی اگر میرے پاس آگیا تو میں دیدونگا۔ ایسا شخص دیانتدار ہے۔ کیونکہ وہ صاف صاف سب کچھ کہدیتا ہے۔ اور یہ قرض دینے والے کا کام ہے کہ وہ اُسے دے یا نہ دے۔

معاملات کی صفائی ضروری چیز ہے

غرض معاملات کی صفائی ضروری چیز ہے۔ جو نہیں دے سکتا وہ وقت مقرر نہ کرے۔ صاف صاف کہدے۔ خبر نہیں۔ میں کب دے سکوں۔ اس صورت میں یہ شخص قرض لے سکتا ہے۔ کہ بالکل سچ بتلادے۔ یا یہ اگر اس کو فی الواقع کسی آمد کی اُمید تھی۔ اور وہ وقت پر نہ ہوگی۔ تو پھر اس کا فرض ہے کہ وہ آپ جائے۔ اور صاف صاف کہدے کہ میں اس وجہ سے وقت پر ادا نہیں کر سکا۔ کوئی دوسرا وقت مقرر کرو۔ اسپر ادا کر دونگا۔ پس معاملات کی صفائی ضروری چیز ہے۔ اس کے بغیر دنیا میں کسی کو یقین نہیں آسکتا۔ یہاں تک کہ کسی کے ایمان پر بھی یقین نہیں آتا ؛

کونسے اخلاق کو لوگ دیکھتے ہیں

پس یہ انسان کے اخلاق ہی ہیں کہ وہ اس کے دل کی کیفیات کو ظاہر کرتے ہیں۔ محبت ہمدردی۔ ظالموں کا مقابلہ۔ مظلوموں کی مدد۔ قومی فرائض کی ادائگی ایثار قربانی۔ جھوٹ سے نفرت۔ سچ سے پیار۔ دیانت معاملات میں جستی۔ علم کے حاصل کرنے کی محبت اور اور نمونے کے سب اخلاق ہیں۔ اور انہی کو لوگ دیکھتے ہیں۔ پس ہر ایک شخص کا کام ہے۔ کہ ان نمونوں کو نہایت عمدگی کے ساتھ ظاہر کرے۔

اصحاب قلم سے مخاطبہ

میں اسموقعہ پر ان لوگوں کو بھی متوجہ کرتا ہوں۔ جو ایڈیٹر ہیں یا کسی نہ کسی طرح ان کا اخباروں کے ساتھ تعلق ہے یا مضمون نگار ہیں۔ یا مصنف کہ ان کی زبانیں شائستہ ہونی چاہئیں ان کے قلموں سے وہ باتیں نکلیں۔ جو لوگوں کی ہدایت کا باعث ہوں۔ اور ان کی قلموں سے وہ باتیں ہرگز نہ نکلیں جو لوگوں کی ٹھوکر کا سبب ہوں۔ وہ اخباروں والے کہ ان کی باتیں سینکڑوں ہزاروں کے پاس پڑھی جاتی ہیں۔ وہ اگر ایڈیٹر ہیں تو۔ اور اگر نامہ نگار ہیں تو۔ انہیں اپنی تحریروں کو ایسا بنانا چاہیئے۔ کہ ان پر کسی کو گرفت کرنے کا موقعہ ملے۔ میں نے کئی دفعہ بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے اس قسم کی تحریریں لکھنا ماموریں کا کام ہوتا ہے۔ یا جو خدا کی طرف سے الہام پانے والے ہیں۔ اور لوگوں کی ہدایت کے لیئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ ان کی نقل کرنا بے وقوفی ہے۔ ایک ضرب المثل ہے کہ "ایاز قدر خود بشناس"۔ ایاز آخر ایاز تھا اور محمود محمود۔ غلام اور آقا میں بڑا فرق ہے۔ اب غلام اگر کہے کہ میں آگے بڑھوں یا کم از کم اسی طرح کروں جس طرح آقا کرتا ہے۔ تو یہ اسکی گستاخی ہے۔ ماموریں کو جو درجے حاصل ہیں۔ وہ ہر ایک کو نہیں۔ یہ ان کی ہتک ہے۔ کہ ایک شخص اس رنگ میں ان کی نقل اُتارنا شروع کر دے۔ ان کی نقل کرنے کی اور بہت سی باتیں ہیں۔ ان کے اخلاق ہیں۔ ان میں ان کی نقل کرنی چاہیئے۔ جو فیصلے وہ خدا کے الہام کے ماتحت کرتے ہیں۔ یا جو فیصلے وہ اپنی مجسٹریل پاور کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے جو الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ ان کے لئے ہی مخصوص ہوتے ہیں۔ دوسروں کا کام نہیں کہ ان کو اختیار کریں۔ ہر ایک آدمی مخلص نہیں۔ وہ جب اس قسم کی باتوں کو سُنتا ہے۔ تو ٹھٹھا کرتا ہے۔ دیکھو ایک مجسٹریٹ اگر کسی کو چور کہتا ہے۔ تو اسے کوئی کچھ نہیں کہتا لیکن کوئی دوسرا آدمی ایسا نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر کہے۔ تو لوگ اسے دیوانہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ کون ہے۔ جو اس کو چور کہتا ہے گو اس میں شک نہیں۔ کہ اس بات سے ہر شخص یہ تو سمجھے گا کہ چور کی چوری کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر اسپر غیبت کا الزام بھی تو دھرا جائے گا۔

غیبت کیا ہے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ غیبت بہت ہی بُری شئے ہے۔ صحابہ نے پوچھا۔ اگر کسی کا عیب دیکھ کر کہیں۔ تو یہ بھی کیا غیبت ہے؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم عیب دیکھے بغیر کوئی بات کہتے۔ تو تم جھوٹے ہوتے غیبت یہی ہے کہ سچی بات کو بیان کیا جائے۔ پس وہ شخص جو فی الواقعہ چور کو چوری کرتے دیکھتا ہے۔ ایک مجسٹریٹ کی طرح ہرگز اس کو چور نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر وہ کہے۔ تو ایک حد تک نقصان پہنچتا ہے۔ اسی طرح ایک ماموراور ایک غیر مامور کا معاملہ ہے۔ غیر مامور مطلقاً مامور کی طرح کسی کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی یہ اس کا منصب ہے کہ وہ ایسے کہے۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کا یہ کام نہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات میں نقل کریں نقل کرنے کے لئے اور بہت سی باتیں ہیں۔ انہیں نقل کرنا چاہیئے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ دوست اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ ہمارے اخبار نویسوں نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ابھی ان کی تحریروں میں خشونت استعمال کی جاتی ہے۔ اور سخت لفظ درج ہوتے ہیں ؛

اس خطبے کا محرک

مجھے اس خطبہ کا محرک آج کا ایک خط ہوا ہے۔ جو باہر آیا ہے۔ اس میں دو شخصوں کا ذکر ہے کہ وہ مذہب کی تحقیق میں مصروف ہیں

ان میں سے ایک شخص تعلیم یافتہ ہے۔ ایم اے ہے۔ ایک کالج میں پروفیسر ہے۔ وہ بھی مذہب کی تحقیقات میں مصروف ہے۔ ہمارے آدمیوں نے جب سنا۔ تو اس کے پاس گئے اور کہا کہ آپ آج کل مذہب کی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ آپ احمدیت کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس نے کہا۔ میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ تعلیم کے لحاظ سے احمدی اچھے ہیں لیکن اخلاق کے لحاظ سے وہ ایسے اچھے نہیں کہ میں ان کی طرف توجہ کر سکوں۔ معاملات میں بھی بعض احمدی درست نہیں۔ پھر اگر ان کی تحریریں دیکھی جائیں۔ تو وہ سخت الفاظوں سے بھری پڑی ہیں۔ اس نے کہا۔ مجھے ایک احمدی ملا۔ جو گالیاں دیتا تھا ؞

ہمارے لئے سبق

یہ شخص سچا ہو یا نہ ہو۔ لیکن اس سے ہمیں سبق ملتا ہے۔ اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور آئندہ اس قسم کی قابل شکایت باتوں سے رک جائیں۔ میں نے یورپ کے لوگوں کو دیکھا ہے۔ وہ جذبات کو قابو رکھنے کے عادی ہیں۔ خدا کو خوش کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اخلاق اور اخلاص سے مال ملتا ہے۔ اور جہاں ان کو یہ امید نہ ہو وہاں وہ بھی بد اخلاقی کرتے ہیں۔ تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے جذبات پر قابو رکھیں۔ اور لوگوں کو اپنے عمدہ اخلاق سے اپنی طرف کھینچ لیں۔ پس ایسی تحریریں جن میں خشونت ہوتی ہے لوگوں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہمارے مضمون نویسوں اور ایڈیٹروں کو اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔

میری تحریریں

پس میں پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ کوئی اخلاق نہیں۔ کہ جن کی طرف انہیں بلایا جاتا ہے۔ گالی سے ہرگز کامیابی نہیں ہوتی۔ نہ ہی سختی سے فتح حاصل ہوتی ہے۔ میری تحریروں کو دیکھ لو۔ میں فخر سے نہیں کہتا۔ مباہات اور تجبر کے طور پر نہیں کہتا۔ کہ میں نے کبھی کوئی سخت الفاظ استعمال نہیں کیا۔ لیکن اگر کبھی کوئی ایسا لفظ آ بھی جائے۔ تو دشمن سے دشمن بھی جو ہے وہ بھی میری طرز تحریر کو دیکھ کر کہے گا۔ کہ یہ غلطی سے ہو گیا ورنہ اس شخص کی عادت نہیں۔ کہ سخت الفاظ استعمال کرے اس نرمی سے میں نے کبھی کسی سے شکست نہیں کھائی۔ میرے بالمقابل بڑے بڑے سخت الفاظ استعمال کئے گئے۔ مگر میں نے کبھی کوئی سخت لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ اپنے مطالب کو نہایت نرم الفاظ میں پیش کیا۔ پس میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست بھی اسی رنگ کو اختیار کریں اور اپنے جذبات پر قابو رکھیں۔ یہ غلط خیال ہے۔ کہ نرم الفاظ استعمال کرنے سے ہار جائیں گے۔ بے شک بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو میری تحریروں کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ گالیاں دیتا ہے۔ مگر کہنے کو تو لوگ قرآن کے متعلق بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر کیا ان کے کہنے سے یہ بات سچ ہو جائیگی ؟ بڑا دشمن جو زیادہ اعتراض کرتا ہے۔ وہ پیغامی ہے۔ ان سے اگرچہ مجھے عام طور پر رو در رو باتیں کرنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن پھر بھی جن لوگوں سے ایسا موقعہ ملا ہے۔ اور جنہوں نے اس قسم کے اعتراضات افراد سلسلہ پر کئے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ اچھا مجھ پر کوئی اعتراض کرو۔ تو وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے۔ کہ نہیں۔ آپ کے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے۔ ہم دوسروں کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ وہ یہ طریق اختیار کرتے ہیں۔ تو دوسروں کے متعلق اعتراض اُس اعتراض کے بالمقابل کوئی معنے نہیں رکھتا جو میری ذات پر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ میں جماعت کا ذمہ دار ہوں۔ اور ایسے لوگ اپنے اپنے نفوس کے۔ مگر باوجود اس کے میں دوستوں سے کہتا ہوں۔ کہ انہیں اس بات پر یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ سخت کلامی بد اخلاقی ہوتی ہے۔ اور ٹھوکر کا باعث بنتی ہے۔ اور نرمی عمدہ اخلاق سے ہے۔ اور لوگوں کی توجہ کا سبب ہوتی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے احباب اپنی ہر بات میں نرمی اور سلوک پیدا کریں ؞

اسلام کا حکم نرمی ہے

اسلام کا حکم نرمی ہے۔ سختی نشتر کی مانند ہے یا اپریشن کی طرح۔ وہ اصل علاج نہیں۔ اصل علاج نرمی ہے پس اسے اختیار کرو۔ اور ایسے بن جاؤ۔ کہ یہ خود بخود بطور نمونہ کے تمہیں پیش کرے۔ گلیوں میں چلتے ہوئے یہ نمونہ ظاہر ہو۔ کسی کو شکوہ نہ ہو کہ گالی دی۔ کسی کو گلہ نہ ہو کہ سختی کی۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو دلوں میں سوچو۔ کہ پھر دنیا میں کیا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ پس میں پھر کہتا ہوں۔ کہ نمونہ پیدا کرو دشمن تو کہتا ہے۔ کہ تم میں نرمی نہیں۔ لیکن میں اپنے طور پر بھی کہتا ہوں۔ کہ ایک حد تک یہ ہم میں نہیں۔ اس لئے چاہیئے۔ کہ سب دوست اسلام کی تعلیم کے مطابق نرمی پیدا کریں۔ اور اسلام کی تعلیم سے تو از خود نرمی پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر ہم یہ نہیں کرتے۔ تو کون بیوقوف ہے۔ جو ان باتوں کو مان لے۔ جو ہم کہتے ہیں۔ وہ تو ہم کو پاگل کہے گا۔ یا مسخرہ سمجھے گا۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ اپنے کلام میں نرمی پیدا کرو۔ اور اپنے اخلاق اور معاملات میں حسن و خوبی پیدا کرو۔ جب تک یہ نہیں۔ تب تک اسلام کی ترقی نہیں۔ اور اگر ہو بھی۔ تو میرے نزدیک وہ ترقی نہیں ؞

روح عمل کی ضرورت

ہم جو کچھ لوگوں کو کہتے ہیں۔ وہ اگر لفظی طور پر مان بھی لیں۔ تو بھی کیا ہے۔ صرف ناموں کے بدلنے سے کیا ہوتا ہے۔ عیسائی اگر نہ کہلایا۔ مسلمان کہلا لیا۔ اس میں کیا دھرا ہے۔ جب تک روحانیت کے کوئی مدارج نہ ہوں۔ اور جب تک یہ نہ ہوں۔ کوئی ترقی بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ بات زیادہ نقصان کا باعث ہے کیونکہ جب تک انہوں نے نام نہیں پایا۔ تب تک تو ان کو تڑپ اور جوش تھا۔ کہ ہم یہ پائیں۔ اور جب نام پالیں گے تو تمام کوششیں چھوڑ دینگے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ دن ہمارے لئے فتح کا دن ہو۔ ہمارے لئے شکست کا دن ہو گا۔ پس میں پھر کہتا ہوں۔ کہ روح عمل پیدا کرو۔ روحانیت کے مدارج پر چلو۔ اور اپنے آپ کو نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرو۔

دعا

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں اخلاق کے درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور معاملات میں حسن و خوبی کی ہم میں نرمی پیدا ہو۔ اور سختی بالکل نہ ہو ہم دنیا کے لئے نمونہ بن کر ہدایت کا باعث ہوں۔ نہ کہ ٹھوکر کا موجب۔ (آمین) ؞

زائرین مدینہ منورہ کے لئے سلطان ابن سعود کی طرف سے شرائط

(۱) زیارت نہایت سادگی سے کی جائیگی۔ اور کوئی زائر اس نیت سے کہ عالم بالا سے خیر و برکت کا نزول ہو گا۔ مرقد رسول کو چھو نہیں سکیگا۔

(۲) اگرچہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تمباکو بطور دوائی استعمال ہوتا ہو گا۔ لیکن فی زماننا اسکو مضر صحت خیال کیا جاتا ہے لہذا اس کا استعمال ممنوع ہے۔

(۳) علمائے اسلام نے ہمیشہ لہو و لعب اور مزامیر مثلاً رقص و سرود سماع و غنا۔ طنبورہ و چنگ نوازی وغیرہ کو ممنوع قرار دیا ہے لہذا مقامات مقدسہ یعنی حرمین الشریفین میں رقص و سرود یا گانے بجانے کی مخالفت ہے۔

حکومت مصر نے بھی امسال حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ کا باضابطہ حکم دیدیا ہے۔ اور ان شرائط کو منظور کر لیا ہے ؞

کتب فروشوں کے لئے شرائط

حجازی وزارت تعلیم نے حسب ذیل اقسام کتب کی درآمد ممنوع قرار دے دی ہے :- (۱) تمام وہ کتابیں جو مذہب کو بگاڑنیوالی ہوں۔ اور جو بر اجماع مسلمین خراب ہوں (۲) تمام وہ کتابیں جو بدعات و خرافات پر مشتمل ہیں (۳) قصوں۔ حکایتوں اور موضوع [illegible] کتابیں جو مذہب اور اخلاق کے لئے مضر ہوں ؞

رُوح و مادہ حادث
مگر
سلسلہ خلق قدیم ہے

اہل اسلام کا اس امر پر تو اتفاق ہے۔ کہ ماسوائے اللہ تعالےٰ ہر ایک شے اس کی مخلوق ہے۔ اور اس کا ہر ایک فرد حادث اور مسبوق بالعدم ہے۔ لیکن اس بناء پر کہ قدامت صفات افعالیہ الٰہیہ میں ان کا اختلاف ہے۔ سلسلہ مخلوقات کے حدوث اور قدم میں بھی ان کے دو فریق بن گئے"۔ مگر ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی مذہب ہے کہ گو ہر فرد مخلوق حادث ہے۔ مگر نوع مخلوقات قدیم ہے۔ ہمارے مخالف علماء جو حضرت سیدنا احمد علیہ السلام کے اسرار کلام کی ناواقفیت سے یا تعصب کی وجہ سے جیسے اور مسائل کے مخالف ہیں۔ اس میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں تعجب ہے۔ کہ جب ہر فرد حادث ہوا تو سلسلہ جو مجموعہ افراد ہے کس طرح قدیم ہو سکتا ہے اور نہیں سمجھتے کہ سلسلہ اور چیز ہے اور مجموعہ افراد اور شے ہے۔ سلسلہ تو استمرار حدوث کا نام ہے اور مجموعہ نام ہے موجودات کا ایک اکٹھا کیا ہوا حصہ قدیم ازلی اور لاابتدائی چیز یا چیزوں کا مجموعہ۔ جو لوگ ہمارے مذہب قدامت سلسلہ مخلوقات کے معنے نہیں سمجھتے یا سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے وہ کہتے ہیں۔ یعنی ہم سے سوال کرتے ہیں کہ خواہ لاکھوں کروڑوں اربوں تک یہ سلسلہ مخلوقات ہو پھر بھی حادث ہوا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی ذات سے بعد میں ہے۔ اس لئے حادث اور مسبوق بالعدم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قدامت سلسلہ کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہر فرد مخلوق کے پہلے ایک اور مخلوق کا فرد تھا الیٰ مالا نہایت لہ اور اسی طرح کوئی ایسا فرد مخلوق نہیں۔ جس کے پہلے کوئی فرد نہ ہو۔ پس کوئی ایسا فرد مخلوق نہیں جس سے یہ حدوث کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ازل سے لاابتداء سے اس حدوث کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ قدامت سلسلہ کے یہی معنی ہیں کہ سلسلہ کا مسبوق بالعدم نہیں یعنی ایسا نہیں ہوا۔ کہ خدا نے ایک فرد سے ایجاد مخلوق شروع کیا ہو۔ پس جب ہر ایجاد سے پہلے ایجاد ہو تھا گو ہر ایجاد سے پہلے اعدام بھی ہو۔ تو اس سے سلسلہ کی قدامت ثابت ہے۔ بایں معنے کہ اس کی ابتداء کسی ایسے معین فرد سے نہیں ہوئی۔ جس کے پہلے کوئی فرد مخلوق نہ تھا۔ پھر اس میں کیا محال لازم آیا ہا ایجاد مع اعدام تو نہیں کہا گیا۔ باقی رہا اختیار اور ارادہ اور حکمت کہ ان کا یہ مقتضےٰ ہے بلکہ خلق کا ابتدا کسی ایسے فرد مخلوق سے ہو کہ اس کے اوّل کوئی فرد مخلوق نہ ہو۔ اختیار بھی قدیم ہے اور ارادہ اور حکمت بھی ازلی ہے۔ اور خلق بھی ہاں خلق کا تعلق کسی فرد مخلوق سے اختیار و ارادہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور وہ مخلوق مسبوق بالعدم ہی ہوتا ہے۔ مگر بوجہ قدم خلق کئی افراد ایسے ہوتے آئے ہیں۔

خدا تعالےٰ کا اختیار تھا کہ وحدت میں رہتا اور کچھ پیدا نہ کرتا۔ مگر وہ خود فرماتا ہے۔ کل یوم ھو فی شان اور یہ یوم ہے دائمی جو دہر دائم کا جزو ہے اس میں استمرار ہے۔ کیا الحمد للہ کا یہی تقاضا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا خالق ہونا نصف یا کسی حصہ دہر تک در پردہ عدم ہی رہتا۔ اور یہ حمد ہے؟ کہ ہمیشہ سے خالق رہے یا یہ کہ خالقیت ایک صفت نئی پیدا ہو۔؟ وما یعلم جنود ربک الا ھو کے یہ معنے ہیں۔ کہ جیسے علم الٰہی نامحدود ہے۔ ویسے ہی معلومات اور مخلوقات کا سلسلہ بھی قدیم ہے غیر کو جو افراد حادثہ ہیں ان کا علم نہیں۔ جنود کے معنے مخلوقات ہیں۔ ایسا ہی کلمات الٰہیہ کے غیر محدودیت اور قدامت سلسلہ مخلوقات کے قدامت پر دلالت کرتی ہے کما ذکرنا۔ ۔ کان اللہ ولم یکن معہ شیئی کے صرف یہی معنے ہیں۔ کہ ہر فرد مخلوق کے پہلے لم یکن معہ شیئی کی تجلی ہوتی ہے نہ یہ کہ ذات بلا صفات و آثار صفات تھی۔ ہاں مخلوق نتیجہ صفت خالق و خالقیت ہے۔ اس لئے مخلوق کی ذات حادثہ ذات قدیمہ الٰہیہ کی قدامت میں شریک نہیں سلسلہ افراد مخلوقات نہیں بلکہ تسلسل ان افراد کا ہے جو ہرگز کسی دلیل دہم سے بھی باطل نہیں بلکہ مشاہدہ روزانہ سالانہ فصلانہ شاہد ہے کہ سلسلہ مخلوقات مثل زراعت چلا آتا ہے اور قدیم سے چلا آتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو امر بدیہ ہے کیونکہ مشاہدہ سے ثابت ہے کلام الٰہی اور فعل الٰہی دونو ثبوت دیتے ہیں۔ کہ سلسلہ مخلوقات ازلی ہے۔ والسلام

(امام الدین ابو اکمل از قادیان)

انعام بوجہ نیک چلنی

سپرنٹنڈنٹ صاحب سٹلمنٹ چک محمود آباد ضلع ملتان اطلاع دیتے ہیں سٹلمنٹ گجاہوہ ضلع ملتان میں جناب گورنر صاحب بہادر تعلیم رؤساء علاقہ داران اور سول افسران ضلع کیساتھ ہسپتال گوردوارہ مڈل سکول کا افتتاح فرمایا اور انعامات تقسیم کئے۔ ہماری سٹلمنٹ کے دو افراد مسمی ابراہیم ولد جیون اور ہیرا کو بوجہ نیک چلنی اور عمدہ کاشت انعامات ملے۔

(ناظر امور عامہ خارجیہ)

دونوں میں سے کون جھوٹا ہے

رسالہ "آریہ مسافر دہلی" بعنوان "رشی دیانند کی پوزیشن" لکھتا ہے:۔

"بعض حضرات کا خیال ہے۔ کہ آریہ سماج میں رشی دیانند کی وہی پوزیشن ہے۔ جو مسلمانوں میں محمد صاحب کی عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ، موسائیوں میں موسیٰ اور پارسیوں میں زردشت کی ہے۔ . . . ان کی یہ بڑی بھاری غلطی ہے" (آریہ مسافر بابت ماہ اگست ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۵)

لیکن آریہ اخبار "پرکاش" لکھتا ہے:۔

"آریہ سماج میں سوامی دیانند کی شخصیت کو وہی درجہ حاصل ہے۔ جو مسلمانوں میں محمد صاحب کو" (۱۲ رمئی ۱۹۲۶ء)

اب قابل حل معمہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کون جھوٹا اور کون راستباز ہے۔ اور فی الواقع سوامی دیانند کی کیا پوزیشن ہے کیونکہ ابھی تک تو "اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا" کے ماتحت دونو قول پایۂ اعتبار سے گرے ہوئے ہیں۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان)

جلد سازی اور سائن بورڈ لکھنے کی تعلیم

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

محکمہ صنعت و حرفت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ میو سکول آف آرٹس لاہور میں جلد سازی۔ تجارتی تصویر نگاری زیبائشی کام اور سائن بورڈ لکھنے کی تعلیم کا انتظام کیا جائے ایک نصاب تیار کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق میٹری کولیشن تک پڑھے ہوئے لڑکوں کو اعلےٰ قسم کی جلد بندی کا کام سکھایا جائے گا۔ یہ تعلیم دو سال تک دی جائیگی۔ فی زمانہ ایسے کاریگروں کی اشد ضرورت ہے جو تجارتی مصوری زیبائشی کام اور سائن بورڈ لکھنے میں ماہر ہوں۔ ایسے لڑکوں کو جو انگریزی جانتے ہوں۔ مذکورہ بالا فن سکھانے کیلئے ایک جماعت اس وقت کھل چکی ہے۔ دو سال کا نصاب ختم کرنے پر جو طلباء امتحان میں کامیاب ہونگے۔ ان کو سارٹیفکیٹ دیا جائیگا۔ یہ جماعتیں ماہ مئی میں شروع ہونگی۔ اور ان میں طلباء کی ایک محدود تعداد کے لئے گنجائش ہے۔ داخلہ اور دیگر حالات معلوم کرنے کے متعلق صاحب پرنسپل میو سکول آف آرٹس لاہور کی خدمت میں درخواستیں ارسال کرنی چاہئیں۔

اعلان برائے ٹھیکہ احمدیہ فلور ملز قادیان

چونکہ بورڈ آف ڈائرکٹرز احمدیہ سٹور قادیان نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ آئندہ کیلئے فلور ملز احمدیہ سٹورز کو ٹھیکہ پر دیدیا جائے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہر ایک احمدی مبایع) جو شین مذکور کا ٹھیکہ لینا چاہے اور پانچہزار روپے کی نقد یا بذریعہ جائیداد غیر منقولہ کے ضمانت دیسکے) کی درخواست بر جناب ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں آنی چاہیئے شرائط ٹھیکہ کی نقل روانہ کی جائیگی جن کو قبول کرنے کے بعد وہ تاریخ مقررہ پر جو جلد ہیں مقرر ہو گی سر بمہر لفافہ میں ٹنڈر روانہ کریگا منظور کرنا بورڈ کا اختیار ہوگا۔

مینجر احمدیہ سٹور قادیان

کتب سلسلہ احمدیہ

بندہ کے پاس اپنی ضروریات سے زائد ایک مجموعہ کتب حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (اوّل ایڈیشن) و بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ نہایت عمدہ حالت میں اور سوائے دو چار تمام کی تمام اعلےٰ قسم کے نصف چمڑا میں مجلد موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ریویو آف ریلیجنز اردو۔ تشحیذ الاذہان و اخبار البدر کا ایک ایک مکمل فائل (سوائے ایک آدھ کے) سب مجلد موجود ہیں۔ اگر کوئی دوست یہ تمام کی تمام یا ان میں سے بعض لینا چاہیں تو مجھ سے بذریعہ خط قیمت کا تصفیہ کر لیں۔ تمام مجموعہ یا ایک بزرگ کی تمام تصانیف کو اکٹھا لینے والے دوست کے لئے رعایت ہو گی۔ پتہ چٹھی

ایس۔ اے۔ حکیم احمدی سنجولی پوسٹ آفس شملہ

نوٹ:۔ ایک آدھ کتاب مطلوب ہو تو کتاب گھر قادیان کو لکھیں۔

آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کیلئے مفید ہے۔ امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبری ۲۶/C/M/A/۱۹

نارتھ ویسٹرن ریلوے ٹائم اینڈ فیر ٹیبل میں اشتہارات دینے کی اُجرت پر نظر ثانی کرنے کے بعد ایک معقول رعائت کی گئی ہے۔ اشتہاروں کی اُجرت اور دیگر شرائط کے معلوم کرنے کے لئے ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے کو فائل نمبر ۲۶/C/M/A/۱۹ کا حوالہ دیکر فوراً درخواست کرنی چاہیئے۔

ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۲۶ء

دستخط ڈی۔ ایچ۔ بولٹن برائے ایجنٹ

رشتہ مطلوب ہے

ایک احمدی بھائی جن کی عمر اس وقت تقریباً ۳۸ برس ہے۔ محکمہ فوج میں عہدہ دفعداری ملازم ہیں ضلع جہلم کے رہنے والے ہیں۔ نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ ان کی پہلی بیوی بوجہ غیر احمدی ہونے کے ان کے پاس رہنا نہیں چاہتی۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

بابو محمد سعید احمدی اپیل کورٹ پشاور

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰)

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

امیر ولد محمد پناہ بھٹی سکنہ گھوڑی والہ تحصیل جھنگ مدعی۔

بنام جہانہ وغیرہ

دعویٰ ۲۶۳ روپے ۸ آنے بروئے بہی

اشتہار بنام جہانہ ولد جیونہ قوم ننگیانہ و مراد ۱ و داؤد پسران امیرا قوام ننگیانہ سکنائے گھوڑی والہ تحصیل جھنگ ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہم مورخہ ۲/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کریں۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی ۔ ۱۸ ۵/۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰)

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

دوکان موسومہ بھوانیداس ہوتی رام بذریعہ بدھو رام ولد چندا رام قوم ڈیجہ سکنہ درگاہی شاہ تحصیل شورکوٹ مدعی۔ بنام محمد یار

دعویٰ سا للعہ بروئے بہی

اشتہار بنام محمد یار ولد مل قوم گورا سکنہ چاہ مولراج والہ داخلی سول اسٹیشن جھنگ ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مدعا علیہ کے نام جاری کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲/۲۶ کو حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی ۔ ۲۰ ۵/۲۶ مہر عدالت — دستخط حاکم

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲)

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

چتر سنگھ پرتاب سنگھ بذریعہ چتر سنگھ ولد آیا سنگھ قوم ڈنگ سکنہ کوٹ شاہ تحصیل جھنگ مدعی

بنام جیون خاں ۔

دعویٰ ۹۲ روپے ۴ آنے بروئے تمسک

اشتہار بنام جیون خاں ولد خدا یار بلوچ سکنہ جھوک عثمان تحصیل جھنگ ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ مورخہ ۲/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ ۱۸ ۵/۲۶ء

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار نیلام اراضی ملکیت سرکار کپورتھلہ

ساڑھے سات صد گھماؤں اراضی ملکیت سرکار واقعہ رقبہ تھہ بھوگپور تحصیل بھگواڑہ کے حقوق ملکیت نیلام کئے جائیں گے۔ اس رقبہ میں درختان ڈھاک موجود ہیں۔ بہت عرصہ سے درختان کے پتے پڑنے سے یہ رقبہ کھاد سے پُر ہے۔ اور عمدہ قسم کا سبز گھاس اس میں پیدا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ اراضی اغراض کاشتکاری کے لئے نہایت اعلیٰ قسم کی ہے۔ چاہات نہایت عمدگی سے احداث ہو سکتے ہیں۔ بمقدار ضرورت ایک ایک چاہ کے اس رقبہ کے ٹکڑہ جات بنائے گئے ہیں۔ اور بالعموم یہ ٹکڑہ جات قریب سات سات گھماؤں کے ہیں۔ یہ رقبہ بھگواڑہ خاص کے بجانب شمال غرب متصل سڑک پختہ کھائی تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اعلیٰ ازیں قسم کی اراضی خرید کرنے کا نادر موقعہ ہے

(۱) رقبہ مذکور کا نیلام ۱۷۔۱۸ جیٹھ سمت ۱۹۸۳ مطابق ۳۰۔۳۱ مئی ۱۹۲۶ء بروز اتوار و سوموار بوقت ۸ بجے صبح موقعہ پر ہوگا۔

(۲) بولی ٹکڑہ وار ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ ٹکڑوں کی بولی دینی چاہتا ہے تو دے سکتا ہے۔

(۳) جس شخص کی آخری بولی ہوگی۔ اس سے کل زر نیلام کا چہارم حصہ بطور پیشگی موقعہ پر وصول کیا جاویگا۔ زر چہارم وقت پر داخل ہو جانے کی صورت میں باقی ۳/۴ زر نیلام ایک ہفتہ کے اندر داخل کرنا ہوگا۔ اور اس طرح وصول کل زر نیلام ہونے پر خریدار کا اراضی پر دخل دلایا جائیگا۔ خریدار سالم زر نیلام اگر وہ چاہے موقعہ پر داخل کر سکتا ہے۔ سالم زر نیلام موقعہ پر داخل کرنے کی صورت میں اراضی پر دخل فوراً دلایا جائے گا۔

(۴) اگر بقیہ زر نیلام معیاد مقررہ کے اندر داخل نہ ہوگا۔ تو زر پیشگی ضبط ہو کر ازسر نو نیلامی عمل میں لائی جائے گی۔ اگر بولی سابقہ سے مکرر نیلام میں بولی کم رہ جائیگی۔ تو یہ کمی بائیدار کی ذات اور جائداد سے وصول کی جاوے گی۔ مگر مکرر نیلام میں بولی بڑھ جانے کی صورت میں اس ایزادی کی سرکار مستحق ہوگی۔

(۵) جس ٹکڑہ اراضی میں درختان ہونگے۔ وہ ٹکڑہ مذکور کے ساتھ ہی نیلام تصور ہونگے۔

(۶) افسر نیلام کنندہ کسی بولی دہندہ کی بولی منظور کرنے پر مجبور نہ ہونگے۔

(۷) بدیں خیال کہ خریداران کو درستی اراضی کے لئے کافی وقت مل جائے۔ اور اس عرصہ میں ان پر مالگذاری کا بوجھ نہ پڑے۔ تاریخ دخل سے دو سال اوّل تک مالگذاری دخل معاف رہے گی۔ اور بعد میعاد مذکور ریعانی گھماؤں حسب حال تا میعاد بندوبست مالگذاری لی جائیگی۔

(۸) تحریری درخواستیں اور نیلام کی بولیاں محکمہ نظامت ریاست ہذا میں بھی بھیجی جا سکتی ہیں۔

نوٹ:۔ اگر اس نیلام کے متعلق کوئی اور مزید حالات دریافت کرنے کی ضرورت ہو۔ تو محکمہ نظامت ریاست ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ جہاں کہ اراضی زیر نیلام کے ٹکڑہ جات کا نقشہ موجود ہے۔ اور ان ٹکڑہ جات کا ایک نقشہ دفتر تحصیل بھگواڑہ میں بھی موجود ہے۔ وہاں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

المشتہر

سردار عبدالحق ناظم ریاست کپورتھلہ

نوٹ:۔ جو احمدی بھائی بغرض خرید اراضی یہاں پر جانا چاہیں۔ وہ منشی حبیب الرحمٰن صاحب احمدی رئیس حاجی پورہ ریاست کپورتھلہ سے مل لیں۔ وہ مقامی حالات کے متعلق بہت کچھ معلومات بہم پہنچا سکیں گے۔ بلکہ آباد کرانے میں بھی بہت کچھ مدد دے سکتے ہیں۔ حاجی پور بھگواڑہ کے قریب ہے یعنی جائے نیلام سے ۲-۳ میل کے فاصلہ پر۔ والسلام

(محمد صادق عفا اللہ عنہ ناظر امور عامہ)

ممالک غیر کی خبریں

قاہرہ میں جو براہ راست خبریں آستانہ کے متعلق پہونچیں۔ ان میں سب سے اہم خبر یہ ہے۔ کہ وہ کمیشن جس کو وزارت دفاع وطنی نے فوج کے تجربہ کار اور اعلےٰ افسران سے مرتب کیا ہے۔ وہ عنقریب افغانستان کے جنگی مدارس کی اصلاح کے لئے جلد روانہ ہونے والا ہے۔ صرف ایک مسئلہ حکومت افغانستان و ترکی میں ابھی زیر بحث ہے۔ کہ یہ وفد کابل میں کتنے دنوں قیام کرے گا۔

وارسا ۱۹ مئی۔ ہنوز مارشل پلسوڈسکی کو پوری طرح اطمینان نہیں ہوا ہے۔ بعض اضلاع کی فوجیں اب تک مطیع نہیں ہوئی ہیں۔ اور وہ معزول وزارت کی ہمدرد و حامی ہیں۔

برلن ۱۵ مئی۔ وارسا کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ کل تمام رات مشورہ کرنے کے بعد صدر ووجیچوسکی اور وزیر اعظم موسیو وٹیو اس نے استعفیٰ دیدیئے۔ وارسا کی ایک دوسری اطلاع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پولینڈ کی بغاوت مارشل پلسوڈسکی کی فتح پر ختم ہوگئی۔ جس نے صدارت کا عہدہ لیکر نئی وزارت کی ترتیب شروع کر دی ہے۔

بڑودہ ۱۸ مئی۔ کینیا کے مسٹر ڈی۔ بی۔ ڈیسائی ایسوشی ایٹڈ پریس کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ممباسا کے ایک روزانہ اخبار "دینک سماچار" کے بیان کے مطابق ممباسا ضلع کمیٹی نے بغیر کسی ذات۔ مذہب یا رنگ کی پابندی کے قطعات زمین کے نیلام کا اعلان کیا ہے۔ مگر یہ شرط مقرر کر دی ہے کہ اگرچہ ہندوستانی بھی ان قطعات کو خرید سکتے ہیں اور ان پر مکانات بھی بنا سکتے ہیں۔ مگر ان مکانات میں رہ نہیں سکتے۔

عراق کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سال ہال کی حکومت فریضہ حج ادا کرنے کے خیال سے آنے والوں کو پاسپورٹ نہ دیگی اور اب تک اس نے وہ اسباب بھی نہیں بتائے جن کی بناء پر وہ مسلمانوں کو شرکت فی الحج سے روک رہی ہے۔

ہندوستان کی خبریں

بیگم صاحبہ بھوپال اپنے فرزند۔ اپنی بہو اور تین پوتیوں کے ساتھ ۱۹ مئی کی صبح کو وکٹوریہ اسٹیشن لندن سے ہندوستان کے لئے گاڑی میں سوار ہوگئیں۔

دہلی ۲۰ مئی۔ دہلی ڈسٹرکٹ بورڈ نے یکم جولائی ۱۹۲۶ء سے پیشہ پر ٹیکس عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مہاجنوں۔ غلہ کے تاجروں۔ بزازوں۔ ٹھیکہ داروں۔ سناروں کو جن کا کاروبار ایک موضع سے زیادہ میں ہے۔ چھ روپیہ ٹیکس دینا پڑے گا۔ اور جن کا کاروبار صرف ایک موضع میں ہے۔ ان کو صرف چار روپیہ دینا پڑے گا۔ دیگر دوکانداروں کو تین روپیہ۔ اور بڑھئی و لوہار کو صرف دو روپیہ ٹیکس دینا پڑے گا۔ یہ ٹیکس سالانہ وصول کیا جائے گا۔

کلکتہ ۲۰ مئی۔ مسٹر سوباش چندر بوس چیف ایگزیکٹو افسر کلکتہ کارپوریشن کی طرف سے اخبار اسٹیٹسمین کے خلاف اپنی ہتک عزت کی بناء پر ایک لاکھ روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ دائر کر دیا گیا ہے۔

یکم ستمبر ۱۹۲۵ء کو مولوی دیدار علی شاہ کے فرزند پر جو مسجد وزیر خاں لاہور کے امام ہیں قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا۔ اس میں خاص ملزم کو سات سال قید سخت کی سزا دی گئی۔ اور بقیہ تین ملزموں کو شک کا فائدہ دیکر چھوڑ دیا گیا۔

کلکتہ ۲۰ مئی۔ کل رات شمالی کلکتہ میں خفیہ پولیس نے ۴۷ اشخاص کو جن پر بدمعاش ہونے کا الزام ہے۔ گرفتار کیا ہے۔ ان گرفتار شدگان میں ایک عورت بھی ہے۔ جس کو کوکین رکھنے کے الزام میں سزا ہوئی تھی۔ اور حال ہی میں جیل خانہ سے رہا ہوئی تھی۔

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)